آلا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورۃ الرعد)
سن لو! اللہ کے ذکر سے ہی قلوب کو
اطمینان ملتا ہے ۔
ذکرِ قلب. خاص نعمت

فہرست مضامین

—ذکرِ قلب ایک نعمتِ خاص— 3
۔آج کے دور میں اللہ سے تعلق کیسے بنائیں؟ 3
۔گوہر شاہی کون ہیں؟ 4
۔منجانب اللہ نشانیوں کا ظاہر ہونا 4
۔چاند میں تصویر گوہر شاہی کے کرشمات 5
۔حجرِ اسود میں سرکار گوہر شاہی کی تصویر سے فیض 7
۔سرکار گوہر شاہی سے ظاہر میں رابطہ کیسے کریں؟ 8
۔اللہ سے رابطے کا طریقہ 9
۔لطیفۂ قلب کیا ہے؟ 10
ذکرِ اللہ کیا ہے؟ 11
ذکرِ اللہ کی اہمیت 11
نور کیا ہے؟ 12
نور کیسے بنتا ہے؟ 12
وقتی اور دائمی فرض 13
ذکرِ اللہ سے ذکرِ قلب تک 14
ذکرِ قلب کیا ہے؟ 14
۔ذکرِ قلب کیسے حاصل ہوتا ہے؟ 14
۔اجازتِ ذکرِ قلب کیوں ضروری ہے؟ 15
۔ابتدائی ذکر اور تصور کی مشق 15
۔دل زندہ کیسے ہوتا ہے؟ 16
۔ذکرِ قلب کا خود جاری ہونا 16
۔ذکرِ قلب کے تین درجات 17
پہلا درجہ: صاحبِ ذکر 17
دوسرا درجہ: صاحبِ تصور 17
تیسرا درجہ: اسمِ ذات کی عطا 18
۔ذکرِ قلب جاری ہونے کی علامات 18
ظاہری علامات 18

باطنی علامات 19
۔کیا ذکرِ قلب کی آواز کانوں میں آتی ہے؟ 20
۔ذاکرِ قلبی کی پہچان اور ذکرِ قلب کا ثبوت 20
۔ذکرِ قلب نہ چلے تو کیا کرنا چاہیے؟ 21
۔ذکرِ قلب جاری ہونے کے بعد کیا کرنا چاہیے؟ 22
۔نماز اور ذکرِ قلب 24
۔نور، نیکی اور گناہ کی حقیقت 25
۔ذکرِ قلب سے نفس کا کیا حال ہوتا ہے؟ 26
۔قلب اور نفس کے درجات 26
۔قلبِ سلیم اور نفسِ مطمئنہ 27
۔ولایت، راضیہ اور مرضیہ 28
۔ذکرِ قلب کے بعد ذاکر کے حالات کیوں خراب ہوتے ہیں؟ 29
۔ذاکرِ قلبی کو وسوسے کیوں آتے ہیں؟ 30
۔خناس: وسوسوں کی حقیقت 30
۔ذکرِ قلب نہ چلنے کی صورت میں گناہوں سے کیسے بچا جائے؟ 31
۔ذکرِ قلب کون کر سکتا ہے؟ 32
ذکر اور دل کی صفائی 32
۔ذکرِ قلب کا مقصد 33
۔ذکرِ قلب کا مقصد اور مرشد سے نسبت 33
۔لطائف کے باطنی مقامات اور اُن کے کام 34
لطیفۂ قلب 35
لطیفۂ روح 35
لطیفۂ نفی 36
لطیفۂ سرّی 36
لطیفۂ اخفیٰ 36
لطیفۂ انا 36
۔سوا لاکھ کا قلبی ذکر کیا ہے؟ 37
۔ذاکرِ قلبی کے حالات اور روحانی ترقی 37
۔کتابِ مقدس دینِ الٰہی کا تعارف 38

۔۔۔ذکرِ قلب ایک نعمتِ خاص۔۔۔

۔آج کے دور میں اللہ سے تعلق کیسے بنائیں؟

سب سے پہلے ہمیں یہ بات سمجھنی ہو گی کہ اللہ نے انسان کی تخلیق کے دو پہلو رکھے ہیں۔ایک ظاہری اور ایک باطنی، ظاہر میں انسان کا جسم بنایا اور باطن میں اس جسم میں مختلف قسم کی ارواح رکھی ہیں۔ اللہ سے انسان کا تعلق ان سماوی ارواح کے ذریعے قائم ہو تا ہے۔ظاہری جسم کے ساتھ انسان اپنے دین دھرم پر عمل کر سکتا ہے لیکن یہ اعمال اللہ تک نہیں پہنچتے اور نہ ہی ان ظاہری عبادات سے انسان کے کردار میں کوئی تبدیلی آتی ہے. جیسے مسلمانوں کی مساجد میں مدرسوں میں دین کا ظاہری علم سکھایا جاتا ہے۔ وضو، نماز، روزہ حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق وغیرہ کے مسائل دین کی روشنی میں پڑھائے جاتے ہیں، یہاں تک کہ قرآن پاک حفظ کروایا جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہو تا ہے کہ یہ ساری تعلیمات حاصل کرنے کے باوجو دیہ لوگ ہر طرح کے گناہ میں ملوث ہوتے ہیں۔ مدرسوں اور مساجد میں کم عمر بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔کیا کبھی کسی نے سوچا ایسا کیوں ہے جبکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

اس کا جواب ہمیں روحانی تعلیمات سے ملتا ہے کہ انسان جب تک اپنی سماوی ارواح کو منور نہیں کرے گا، اس کے اندر اللہ کے نام کا نور نہیں آئے گا وہ انسان کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔

ہاں آج کے دور میں ہمیں اس ہستی کو تلاش کرنا ہے جو ہمارے باطن کو منور کر سکے جس کے پاس اللہ کا اذن ہو۔کیوں کہ انسان کے پاس یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنی روحوں کو خود سے بیدار کر سکے۔پہلے زمانوں میں اللہ نے اپنے نمائندے نبیوں، مرسلین اور اولیاء کی صورت میں بھیجے جنھوں نے لوگوں کے باطن منور کیے اور ان کا تعلق رب سے جوڑا۔

اب انسانیت کا آخری دور چل رہا ہے اور وہ ہستیٔ معظم جس کا انتظار ساری انسانیت کو تھا وہ اس دنیا میں تشریف لا چکے ہیں۔ انسانوں کے رب کے حکم

کے ساتھ، ہر اس انسان کو فیض یاب کرنے کے لیے جو اللہ کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا چاہتا ہے اس عظیم بارگاہ سے فیضیاب ہو رہا ہے۔ یہ بارگاہ ہے سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی کی۔

۔سرکار گوہر شاہی کون ہیں؟

سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی منجانب اللہ وہ ہستیٔ معظم ہیں جو اس دور میں تمام انسانیت کو بلاامتیاز نوازنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔

سرکار گوھر شاہی نے فرمایا۔"ہم اس وقت تک تمھارا ساتھ دیں گے جب تک رب تمہارے اندر بس نہیں جاتا"۔

دینِ اسلام کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ آخری زمانے میں ایک ہستی منجانب اللہ آئے گی اور ان کا لقب امام مہدی ہو گا۔ اسی طرح ہندو دھرم کا ماننا ہے کہ آخری زمانے میں ایک عظیم ہستی آئے گی اور وہ ان کو کالکی اوتار کے لقب سے پکارتے ہیں اور انکا کہنا ہے کہ یہ ہستی پریم اوتار ہو گی جو رب کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دے گی۔ یہودی اور عیسائی بھی اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کے مطابق آخری زمانے میں آنے والی ایک ذات کا انتظار کر رہے ہیں جس کو وہ مسایح یا مسیحاء کے نام سے جانتے ہیں۔

سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی وہی ہستی مبارک ہیں جن کا انتظار تمام ادیان والے کر رہے ہیں۔ لیکن وہ بے خبر ہیں کہ یہ ہستی مبارک ایک ہی ذات ہے جس کو اللہ نے تمام انسانیت کو تمام ادیان کے لوگوں کو نوازنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

سرکار گوھر شاہی انسانیت کو بِنا کسی شرط کے فیض عطا کر رہے ہیں۔ اس بارگاہِ اقدس سے فیضیاب ہونے کے لیے نہ بیعت کی ضرورت ہے نہ مذہب کو تبدیل کرنے کی شرط ہے نہ کوئی چندہ نہ کوئی نذرانہ۔ صرف انسان میں رب تک پہنچنے کی چاہ ہو۔ ذکرِ قلب کی اجازت سرکار گوہر شاہی کا ایک عام فیض ہے۔

۔منجانب اللہ نشانیوں کا ظاہر ہونا

ایک طرف تو سرکار گوھر شاہی کی تعلیمات ہیں جن کو سن کر انسان ششدر رہ جاتا ہے۔ سرکار کی تعلیم فیض کے ساتھ دلوں میں اتاری جا رہی ہے۔

ایک انسان جو اس زمانے میں حق کی تلاش میں ہے اور اس کے ذہن میں سوالات کا ہجوم ہے اس کو کہیں سے بھی مطمئن کرنے والا جواب نہیں مل رہا، ہر طرف جھوٹ اور گمراہی ہی گمراہی اس کو نظر آتی ہے چاہے وہ دینی اعتبار سے الجھن کا شکار ہو یا دنیاوی معاملات میں گھرا ہوا ہو۔ جب ایسا شخص

سرکار کی تعلیمات کو سنتا ہے تو دنیا اور آخرت کا نقشہ اس کے سامنے آجاتا ہے۔ سرکار کا ایک ایک لفظ اس کے دل میں اتر جاتا ہے اور وہ بنا کسی حیل وحجت کے سرکار کی بارگاہ میں جھک جاتا ہے۔ سرکار کی تعلیمات سن کر اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ گوھر شاہی منجانب اللہ ہیں۔

منجانب اللہ ظاہر ہونے والی کوئی بھی نشانی مارشل لاء کی حیثیت رکھتی ہے یعنی اس نشانی کے ظاہر ہونے کے بعد پچھلے دور کی تمام تعلیمات اور واقعات کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار گوھر شاہی کی پہچان کے لیے اپنی طرف سے کچھ نشانیوں کا ظہور فرمایا۔

جیسے سورج، چاند، حجرِ اسود، اور خلا میں سرکار کی تصاویر کا ظاہر ہونا۔

یہ نشانیاں انسان اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے۔ ان نشانیوں کو پہچاننے کے لیے کسی باطنی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ جو بھی انسان ان نشانیوں کو دیکھ کر ان پر ایمان لے آئے گا یومِ محشر میں کامیابی کے لیے یہ کافی ہو گا۔ مختصر تفصیل نشانیوں کے بارے میں :

۔چاند میں تصویر گوھر شاہی کے کرشمات

چاند میں ظاہر ہونے والی تصویر کرشمہ قدرت ہے۔ معجزہ اور کرشمہ کا فرق جاننا ضروری ہے، معجزہ وہ ہوتا ہے جو ایک بار ہو جائے اور مستقبل کے لیے اس کو نہ دیکھا جا سکے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا عصا پھینکنا اور سانپ میں تبدیل ہو جانا، حضور پاک ص کا انگلی کے اشارے سے چاند کو

دو ٹکروں میں تقسیم کرنا اور پھر اشارے سے جوڑ دینا۔ یہ معجزات ہیں جن کو اس وقت ان کے ساتھ موجود لوگوں نے دیکھا اور باقی لوگوں کو بتایا۔ لیکن کرشمہ قدرت ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ کے لیے ہو اب چاند میں سورج میں حجر اسود میں جو تصاویر ظاہر ہوئی ہیں وہ ہمیشہ کے لیے موجود ہے ہر انسان بذات خود دیکھ سکتا ہے اور تحقیق کر سکتا ہے۔ حضو پاک ﷺ نے چاند کو دیکھ کر یہ دعا مانگنے کا فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ

ترجمہ: اے اللہ !اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔

یعنی چاند کو دیکھ کر اپنے ایمان کی سلامتی کی دعا کرو۔ ایسا اس لیے فرمایا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ مستقبل میں چاند میں امام مہدی علیہ السلام کا چہرہ ظاہر ہو جائے گا اور چاند سے ذکر قلب کی نعمت عطا کی جائے گی۔ آج کے دور میں لوگوں نے چاند میں سرکار گوہر شاہی کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر ذکر قلب کی اجازت لی اور ان کا ذکر قلب جاری ہو گیا جس کی تصدیق بہت سے لوگوں نے کی ہے۔

۔چاند سے ذکرِ قلب کی اجازت کیسے لیں؟

جب چودھویں کا چاند روشن ہو تو چاند میں سرکار گوہر شاہی کی تصویر مبارک کھلی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے جب اس تصویر کو دیکھیں تو رب کا نام تین مرتبہ دل میں دوہرائیں جیسے مسلمان اپنے رب کو اللہ کے نام سے پکارتے ہیں تو مسلمان جب ذکر قلب کی اجازت چاند کی تصویر سے لیں گے تو ان کو چاہیے کہ وہ تین مرتبہ اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو دہرائیں اس سے ان کو ذکر قلب کی اجازت ہو جائے گی۔ چونکہ سرکار تمام انسانیت کو نوازنے کے لیے تشریف لائے ہیں اس لیے کوئی انسان کسی بھی مذہب سے ہو اور وہ جس بھی نام سے اپنے رب کو پکارتا ہے تو وہ اس نام کو تین مرتبہ دہرائے تو اس کو ذکر قلب کی اجازت ہو جائے گی جیسے ہندو بھگوان کو رام کے نام سے پکارتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ ذکر قلب کی اجازت لینے کے لیے تین مرتبہ را رام، را رام، را رام دہرائیں ذکر قلب کی اجازت ہو جائے گی۔

چاند کی تصویر ذکر قلب کی اجازت کے علاوہ دم درود بھی کرتی ہے اور لوگوں سے ان کی زبان میں بات چیت بھی کرتی ہے دم کروانے کے لیے چاند میں جب تصویر نمایاں نظر آ رہی ہو تو تین مرتبہ "یا گوہر شاہی المدد" دہرائیں اور سرکار سے دم کے لیے گزارش کریں اسی طرح اگر آپ چاند والی تصویر سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو چاند کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے دل میں اپنا سوال دہرائیں آپ کو چاند والی تصویر سے جواب دل میں خیال کی صورت میں آئے گا۔

۔ حجر اسود میں سرکار گوہر شاہی کی تصویر سے فیض

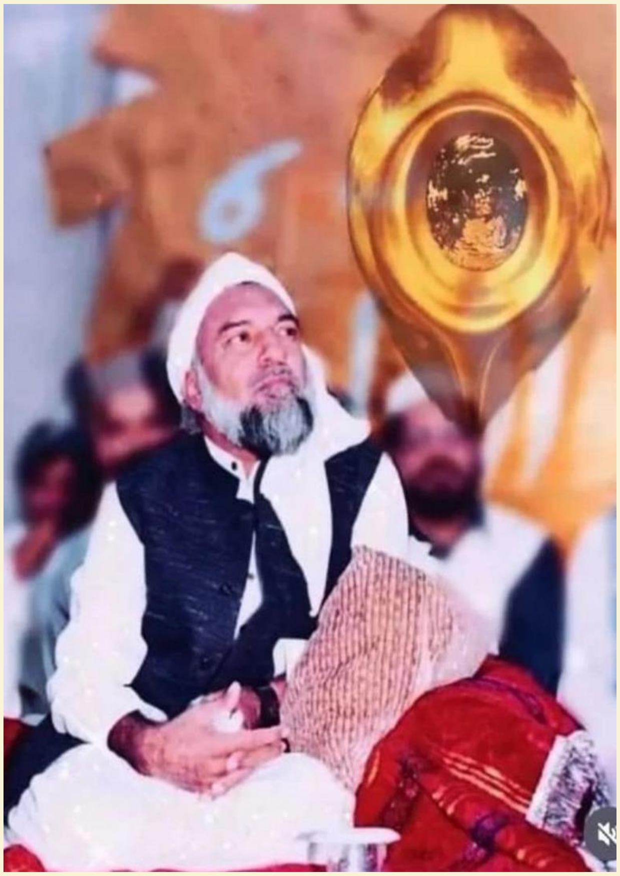

حجر اسود میں جو سرکار گوہر شاہی کی تصویر ظاہر ہوئی ہے یہ تصویر تب سے موجود ہے جب سے حجر اسود کو اس دنیا میں لایا گیا حجر اسود میں موجود تصویر تمام انسانیت کے گناہ بخشوا رہی ہے دین اسلام میں جب تک حجر اسود کا بوسہ نہ لیا جائے نہ تو حج قبول ہوتا ہے اور نہ ہی عمرہ یعنی طواف کا محور و مرکز حجر اسود ہے۔ کیا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ ایسا کیا ہے حجر اسود میں کہ ہر نبی نے اس کا طواف کیا اور اس کو چوما اور اپنے امتیوں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ بہت سے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ حجر اسود کو اس لیے چوما جاتا ہے کہ یہ جنت سے لایا گیا ہے حالانکہ جنت سے تو آدم صفی اللہ بھی آئے تھے اور ان کے ساتھ ایک کتا بھی آیا تھا تو ان کو تو کسی نے نہیں چوما کبھی۔

1998 میں سرکار کی حجر اسود میں موجود تصویر کی نشاندہی خطوط کے ذریعے بھی کی گئی۔ اب اس دور میں انسانوں کی رسائی اگر حجر اسود تک ممکن نہیں تو ان کے لیے سرکار گوہر شاہی کی تصاویر مبارک جگہ جگہ موجود ہیں حجر اسود والی تصویر سے جو فیض انسانیت کو حاصل ہو رہا ہے وہی فیض سرکار گوہر شاہی کی تصاویر مبارک سے جو ہمارے موبائل میں موجود ہیں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

سرکار گوھر شاہی کا فرمان ہے کہ ہماری تصاویر اس کائنات کے پر سیارے اور ستارے پر موجود ہیں۔ جس کی تصدیق قرآن پاک کی اس ایت سے ھوتی ہے

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

فصلت:53

ہم عنقریب ان کو آفاق (آسمانوں) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہی حق ہے۔ کیا تم کو یہ کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز سے خبر دار ہے

اب قرآن کی اس آیت اور سرکار کے فرمان اور سرکار کے عام فیض ذکرِ قلب کو دیکھا جائے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار کی چاند والی تصویر سے ذکر قلب کا فیض جاری ہے اور جب کوئی انسان ذکرِ قلب کی اجازت چاند سے لیتا ہے اور اس کا ذکر جاری ہوتا ہے تو وہ یہ کہہ اٹھتا ہے کہ سرکار کی ذات مبارک حق ہیں جس کی گواہی انسان کی اپنی ذات خود دیتی ہے۔

۔ سرکار گوہر شاہی سے ظاہر میں رابطہ کیسے کریں؟

سرکار گوہر شاہی نے سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک کو اپنا نمائندہ بنا کر انسانیت کو فیضیاب کرنے کے لیے ڈیوٹی پر بٹھایا ہے۔

سیدی یونس گوہر کی ذات مبارک کے لیے سرکار گوہر شاہی نے فرمایا ہے کہ

"یونس حجر اسود کا علم اور فیض ہم نے تمہارے سینے میں رکھ دیا ہے جو مستقبل میں جاری ہو گا۔"

سرکار نے غیبت میں جانے سے پہلے فرمایا۔ "اب ہم کسی سے نہیں ملیں گے جس کو ہم سے ملنا ہو گا وہ یونس سے مل لے۔"

یعنی جس کو بھی ظاہر میں سرکار سے ملنا ہے وہ سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک سے مل لے۔ اس کو وہی فیض ملے گا جو سرکار گوہر شاہی کی ذات مبارک سے اس کو عطا ہونا ہے۔

رب کو پانے کے راستے میں آج کے دور میں جو بھی ظاہری طور پر رہبری اور رہنمائی انسانوں کو چاہیے وہ سیدی یونس الگوہر کی ذات مبارک سے تمام انسانیت کو عطا کی جارہی ہے سیدی یونس الگوہر الرا ٹی وی کے پلیٹ فارم سے تمام انسانیت کے ساتھ رابطے میں ہیں ہر طرح کا روحانی علم اور فیض عطا فرما رہے ہیں۔

الرا ٹی وی پر سیدی سیدی یونس الگوہر کی تمام گفتگو موجود ہے ظاہری طور پر سرکار سے رابطے میں رہنے کے لیے اور روحانیت کے راستے پر چلنے کے لیے اس دور میں ضروری ہے کہ الرا ٹی وی کے ساتھ منسلک ہو جائیں اور روزانہ کی لائیو محفل میں شامل ہوں جس سے آپ کے علم میں اضافہ ہو گا اور تمام روحانی مسائل کے لیے آپ کو رہنمائی براہ راست ملتی رہے گی۔

۔اللہ سے رابطے کا طریقہ

انسان نے سائنس کے ذریعے دور بیٹھے لوگوں سے رابطے کے لئے مختلف ذرائع ایجاد کر لیے ہیں۔ جیسے موبائل فون جدید ایجاد ہے۔ اگر انسان اپنے رب سے رابطہ قائم کرنا چاہے تو کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے کوئی طریقہ یا نظام نہیں بنایا ہو گا؟ اللہ سے رابطے اور اُس کے دیدار کا ایک باطنی طریقہ موجود ہے، جسے روحانی علوم کے ذریعے سیکھا جا سکتا ہے۔

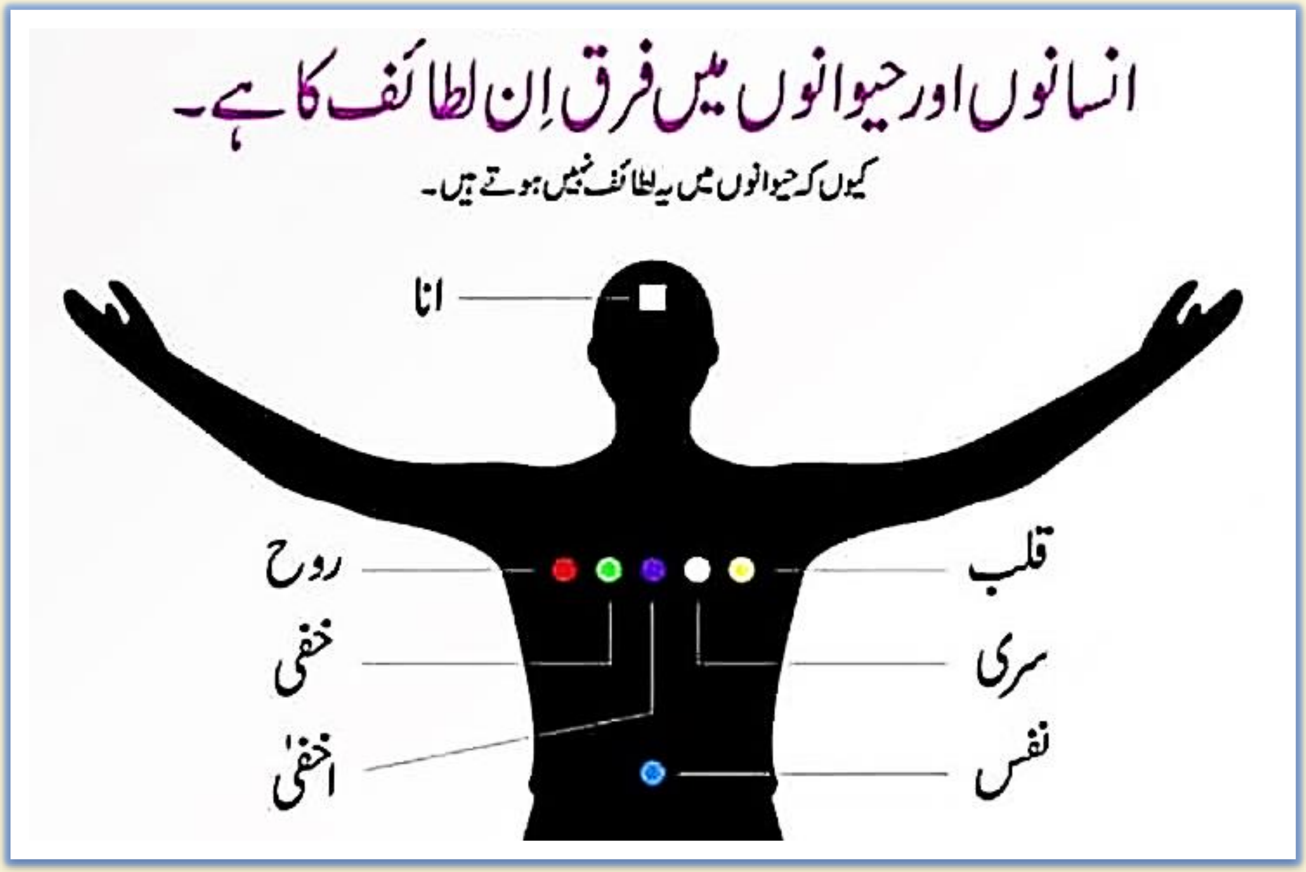

تقریباً ساڑھے چھ ہزار سال پہلے آدم صفی اللہ کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسماء اور لطیفہ ٔ قلب کی تعلیم عطا فرمائی۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے سات قسم کی باطنی مخلوقیں رکھی ہیں، جن کے ذریعے مختلف روحانی علوم حاصل کر کے اللہ تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

لطیفہ ٔ قلب کی بیداری کے بعد انسان کے اندر اللہ کے ذکر اور اُس سے رابطے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر مرسل کو اُس کے زمانے کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک اسم عطا فرمایا گیا، جس کے ذریعے اُس کے پیروکاروں کے قلوب منور ہوتے رہے۔

آخر میں حضور نبی کریم ﷺ کو اسمِ ذات اللہ عطا فرمایا گیا، یہ اسمِ ذات اللہ کی ذات تک رسائی اور دیدار کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ درجۂ احسان پر وہی لوگ پہنچتے ہیں جو اپنے لطائف کو منور کر کے اللہ کا دیدار کر لیتے ہیں ۔ آدم صفی اللہ کو لطیفہ ٔ قلب کا علم عطا ہوا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے لطیفہ ٔ روح، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے لطیفہ ٔ سری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے لطیفہ ٔ خفی اور آخر میں حضور نبی کریم ﷺ کو لطیفہ ٔ اخفیٰ کی تعلیم عطا ہوئی۔

اس طرح روحانی علوم کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور انسان کے لیے مختلف باطنی علوم تک رسائی کے راستے کھلتے گئے۔

۔ لطیفہ ٔ قلب کیا ہے؟

انسان کا دل گوشت کا لوتھڑا ہے جسے عربی میں فُؤَاد کہتے ہیں ۔اور دل کے اوپر ایک باطنی مخلوق ہے جسے لطیفہِ قلب کہاجاتا ہے۔لطیفہٗ قلب کو اللہ نے مقامِ محبت بنایا ہے۔جب یہ لطیفہ بیدار ہوتا ہے توانسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی یاد اور معرفت کی ایک نئی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ رب سے محبت صرف اس لطیفے کی بیداری سے ممکن ہے۔

وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ

سورة التغابن آیت نمبر 11

ترجمہ:جو اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے۔

یعنی انسان کی ہدایت کا تعلق قلب کی بیداری سے ہے۔ جب تک قلب اللہ کے میں اللہ کا ذکر جاری نہیں ہوگا ہدایت نہیں مل سکتی۔یہاں ایک اہم فرق سمجھناضروری ہے کہ ظاہری دل جسم کا ایک عضو ہے، جبکہ لطیفہ قلب روحانی مخلوق ہے جس کا تعلق عالمِ ملکوت سے ہے۔جب انسان کا لطیفہ قلب منور ہو جاتا ہے تو انسان کی رسائی عالمِ ملکوت تک ہو جاتی ہے .دین کی فقہ یعنی سمجھ کا تعلق بھی لطیفہِ قلب سے ہے۔ جب تک انسان کا لطیفہ قلب بیدار نہیں ہوتا انسان کی کوئی بھی عبادت رب تک نہیں پہنچی ۔تصوف میں پہلا قدم اللہ کے ذکر سے قلب کو بیدار کرنا ہے۔

روحانیت میں لطیفہ قلب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ قلب کو باطن کا دروازہ بھی قرار دیا جاتا ہے، کیونکہ روحانی سفر کی ابتدا اسی کی بیداری سے ہوتی ہے۔

۔ذکرِ اللہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی یاد کو ذکرِ اللہ کہا جاتا ہے۔ذکر کے لغوی معنی یاد کرنے اور یاد رکھنے کے ہیں۔جب انسان اللہ تعالیٰ کے نام کو بار بار زبان سے دہراتا ہے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اسے ذکرِ اللہ کہا جاتا ہے۔

ذکرِ اللہ محض الفاظ کی تکرار کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔انسان جب کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کا تعلق اپنے رب کے ساتھ مضبوط ہوتا ہے اور وہ غفلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے لگتا ہے۔

۔ذکرِ اللہ کی اہمیت

ذکرِ اللہ کو اسلامی تعلیمات اور تصوف میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآنِ مجید میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کی تاکید کی گئی ہے۔ذکر انسان کو

اللہ تعالیٰ کی یاد سے وابستہ رکھتا ہے اور اس کے دل کو غفلت سے بچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

قرآنِ مجید میں نماز کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

یعنی نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کا ذکر بڑی چیز ہے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نماز اپنی جگہ ایک عظیم عبادت ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بھی ایک مستقل اور نمایاں اہمیت ہے۔

۔نور کیا ہے؟

جس طرح اس دنیا میں بجلی کا نظام ہے ہے اسی طرح اللہ کے ہاں نور کا نظام ہے۔نور ایک توانائی ہے جس کے ذریعے انسان کا رابطہ اللہ سے قائم ہوتا ہے ۔اس کی مثال ایسے ہے جس طرح بجلی ایک توانائی ہے، بجلی کے سگنلز کے ذریعے انسان موبائل کو استعمال کر کے میلوں دور فاصلے پر بھی رابطہ کر لیتے ہیں ۔ اگر موبائل کو چارج نہ کریں یا سگنل کا آلہ موجود نہ تو انسان ایک دوسرے سے رابطہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر انسان کا قلب نور سے بیدار نہیں ہے تو انسان بھی اللہ سے رابطہ نہیں کر سکتا۔

۔نور کیسے بنتا ہے؟

جس طرح پتھر پتھر سے ٹکراتا ہے تو چنگاری اٹھتی ہے اسی طرح جب اللہ کا نام بار بار دہرایا جائے یعنی اسم اللہ اللہ سے ٹکرائے گا تو اس سے نور بنتا ہے۔ انسان جب تسبیح پڑھتا ہے تو اللہ کے نام کو بار بار اپنے ہاتھوں میں تسبیح کے دانوں پر دہراتا ہے جس سے نور بنتا ہے لیکن وہ نور انسان کے ہاتھوں میں ہی رہتا ہے انسان کے اندر نہیں جاتا کیوں کہ انسان کا قلب بیدار نہیں ہے۔ اسی طرح جب انسان مرشد سے ذکر اللہ کی اجازت لیتا ہے اور اس کے دل کی دھڑکنوں کے ساتھ اللہ کا نام ٹکراتا ہے تو اس سے نور بنتا ہے وہ نور انسان کے اندر رہتا ہے اور انسان کے باطنی لطائف کی پرورش اس نور سے ہوتی رہتی ہے ۔

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ سورة العاديات الآية10

ترجمہ : اور دیکھ لیا جائے گا جو کچھ تمہارے سینوں میں چھپا ہو گا۔

اس دنیا میں جس کا قلب بیدار ہو گیا۔ پھر اس کی کوئی عبادت ،ذکر فکر اچھے اعمال ضائع نہیں ہونگے بلکہ نور کی صورت میں لطائف میں جمع ہو جائیں گے اور یومِ محشر اس نو کو دیکھ لیا جائے گا جو سینوں میں موجود ہو گا۔

۔وقتی اور دائمی فرض

فرائض کی دو اقسام ہیں: وقتی فرض اور دائمی فرض۔

وقتی فرض وہ ہے جس کے لیے ایک مخصوص وقت مقرر ہو۔ مثال کے طور پر نمازیں اپنے اپنے مقررہ اوقات میں ادا کی جاتی ہیں۔ فجر کی نماز فجر کے وقت، ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور اسی طرح دوسری نمازیں اپنے مقررہ اوقات میں ادا کی جاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں ذکرِ اللہ کو دائمی فرض کے طور پر بیان کیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد کسی ایک مخصوص وقت تک محدود نہیں بلکہ انسان کو ہر حال میں اپنے رب کو یاد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں کے بل یاد کرنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

اس اعتبار سے ذکر انسان کی روزمرہ زندگی کے ساتھ مسلسل جڑا رہ سکتا ہے۔ انسان کام کرتے ہوئے، بیٹھتے ہوئے، سفر کرتے ہوئے اور آرام کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکتا ہے۔

۔ذکر اللہ کی کثرت

ذکرِ اللہ کے بارے میں بنیادی تعلیم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرے۔ ذکر کی کثرت کا مقصد صرف الفاظ کو زیادہ مرتبہ دہرانا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد کو انسان کے باطن اور معمولاتِ زندگی میں شامل کرنا ہے۔

ذکر کی مجالس اور حلقوں کا بھی اسلامی روحانی روایات میں خاص مقام بیان کیا گیا ہے۔ ایسے حلقوں میں لوگ مل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو بھی اللہ کی یاد کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ احادیث میں ذکر کی مجالس کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور انہیں رحمت اور مغفرت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے ذکر کی اجتماعی صورت کی اہمیت بھی سامنے آتی ہے۔ اللہ نیک قرآن میں فرمایا ہے وہ گھر افضل ہیں جن میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

۔ذکرِ اللہ سے ذکرِ قلب تک

ذکرِ اللہ کا ایک اہم پہلو انسان کا باطن ہے۔ ظاہری طور پر انسان زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے، لیکن روحانی تعلیمات میں ذکر کے ایک ایسے مرحلے کا بھی ذکر ملتا ہے جہاں اللہ کی یاد انسان کے دل اور باطن سے وابستہ ہو جاتی ہے۔

یہی مقام آگے چل کر ذکرِ قلب کی بحث کی بنیاد بنتا ہے۔ صوفی تعلیمات میں ذکرِ قلب کو محض زبان سے ذکر کرنے سے مختلف ایک باطنی کیفیت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی یاد سے وابستہ ہو جائے تو ذکر ایک مسلسل باطنی کیفیت اختیار کر سکتا ہے۔

اس لیے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکرِ قلب کیا ہے؟ یہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ اس کے جاری ہونے کی علامات کیا ہیں؟ اور جب یہ جاری ہو جائے تو انسان کو آگے کیا کرنا چاہیے؟

۔ذکرِ قلب کیا ہے؟

ذکرِ قلب سے مراد وہ ذکر ہے جو انسان کے قلب میں جاری ہو۔ عام طور پر انسان ذکر اپنی زبان سے کرتا ہے، لیکن ذکرِ قلب کے بارے میں روحانی تعلیم یہ بیان کرتی ہے کہ اس میں ذکر انسان کی اپنی ظاہری کوشش سے نہیں بلکہ قلب کے اندر جاری ہوتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ "میں ذکرِ قلب کروں گا" درست تعبیر نہیں، کیونکہ اس تصور کے مطابق ذکرِ قلب انسان خود نہیں کرتا بلکہ قلب میں ذکر جاری ہوتا ہے۔

ذکرِ قلب انسان کی محض اپنی محنت سے حاصل ہونے والی چیز نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا قرار دیا جاتا ہے۔ اسی لیے اسے وہبی کہا جاتا ہے، کسبی نہیں۔ کسبی سے مراد وہ چیز ہے جو انسان اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کرے، جبکہ وہبی وہ چیز ہے جو عطا کی جائے۔ انسان ظاہری ذکر کر سکتا ہے، لیکن قلب کے اندر ذکر کا جاری ہونا اس کے براہِ راست اختیار میں نہیں سمجھا جاتا۔

۔ذکرِ قلب کیسے حاصل ہوتا ہے؟

ذکرِ قلب انسان کی محض اپنی محنت سے حاصل ہونے والی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس کے حصول کے لیے مرشدِ کامل سے تعلق اور اس کی طرف سے روحانی رہنمائی کو بنیادی حیثیت دی جاتی ہے۔ اس تعلیم کے مطابق مرشدِ کامل اسمِ ذات "اللہ" کو روحانی طور پر مرید کے قلب تک پہنچاتا ہے۔ اسے روحانی ٹرانسمیشن کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اسمِ ذات قلب کی دھڑکنوں کے ساتھ جاری ہو جاتا ہے تو ذکرِ قلب کا آغاز ہوتا ہے۔ انسان کا کام اپنے قلب کو زبردستی ذکر میں لگانا نہیں، بلکہ مرشد کی رہنمائی کے ذریعے اس روحانی کیفیت کے حصول کی کوشش

کرنا ہے۔

۔اجازتِ ذکرِ قلب کیوں ضروری ہے؟

لوگ باتیں بناتے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرنا ہے تو ولی کی اجازت کی کیا ضرورت ہے؟ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اُس اجازت کا مطلب نہیں سمجھا۔

یہ اجازت ولیوں کی نہیں ہوتی، یہ اجازت اللہ کی ہوتی ہے۔ اپنی مرضی سے جتنا چاہے آپ ذکر کریں، اُس کا وہ فائدہ نہیں ہے۔ اور جب اللہ کسی قلب کو اذن عطا کرتا ہے تو پھر ایک دفعہ ہی اللہ کا نام دل کی دھڑکنوں میں چل جائے تو اُس دل کا اللہ کے عرش سے تعلق جڑ جاتا ہے۔ وہ اجازت جو ہے، وہ ولی کی نہیں ہوتی، وہ اجازت اللہ کی ہوتی ہے۔ ولی نے تو صرف آپ سے قول و اقرار لینا ہے۔ تین دفعہ وہ کہے گا: چلو پڑھو، اللہ ھو، اللہ ھو، اللہ ھو۔ اب یہ آپ کا اقرار لے کر اللہ کو بھیج دے گا۔ پھر اللہ اجازت دے گا آپ کے قلب کو کہ اللہ کا نام اُس میں داخل ہو، تو پھر داخل ہو گا۔

اب اللہ کی اجازت کہاں سے ملے گی؟

اللہ نے اپنی اجازت کی نمائندگی کے لیے مختلف ادوار میں اپنے مختلف دوستوں کو مقرر کیا ہوتا ہے۔ جن کو مقرر کیا ہے، وہیں سے اللہ کی اجازت ملتی ہے۔ اِس دور میں ذکرِ قلب کا اذن صرف اور صرف سیدنا گوھر شاہی کے پاس ہے۔ کہیں اور سے آپ ذکرِ الٰہی تو کر سکتے ہیں، لیکن دلوں میں اللہ کا نام داخل نہیں ہو سکتا، کیونکہ اُس کی مکمل اجارہ داری گوھر شاہی کے پاس ہے۔

۔ابتدائی ذکر اور تصور کی مشق

ذکرِ قلب کی اجازت حاصل کرنے کے بعد ابتدائی طور پر سونے سے پہلے ذکر اور تصور کی مشق کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

سونے سے پہلے انسان عام طور پر اگلے دن کے کاموں اور مختلف معاملات کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ اس کے بجائے ابتدائی مشق میں ذہنی خیالات کو چھوڑ کر اپنی توجہ قلب کی دھڑکنوں کی طرف کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ اس دوران دل کی دھڑکنوں کے ساتھ "اللہ ھو" کا تصور کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی قلب پر اسمِ ذات "اللہ" لکھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ تصور مشکل ہو تو مرشد کی طرف سے قلب پر اسمِ ذات لکھنے کا تصور کرنے کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔

یہ مشق ابتدائی مرحلے کے لیے بیان کی جاتی ہے۔ اس تعلیم کے مطابق جب قلب بیدار ہو جائے تو پھر ظاہری طور پر ذکر کروانے کی ضرورت نہیں

رہتی، کیونکہ ذکر خود جاری رہتا ہے۔

۔دل زندہ کیسے ہوتا ہے؟

دل کسی نیک عمل، نماز، قرآن یا حدیث پڑھنے سے خود بخود زندہ نہیں ہوتا۔ دل کو زندہ کرنے کا کام مرشدِ کامل کی نگاہ کرتی ہے۔ جب قلب بیدار ہوتا ہے تو اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ دل کی دھڑکنوں کے ساتھ خود بخود اللہ ھُو، اللہ ھُو کا ذکر جاری ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ انسان سو رہا ہو تب بھی قلب کا ذکر جاری رہتا ہے۔

اس کی مثال انڈے سے دی جاسکتی ہے۔ جیسے مرغی کے انڈے سے چوزہ نکالنے کے لیے مرغی کی حرارت ضروری ہے، اسی طرح انسان کے اندر موجود بیضۂ ناسوتی سے فرشتہ پیدا کرنے کے لیے مرشدِ کامل کی نورانی توجہ ضروری ہے۔ مرغی انڈے کو حرارت پہنچاتی ہے، جبکہ مرشدِ کامل اپنی نگاہ سے نور کی حرارت پہنچاتا ہے۔

جب تک قلب بیدار نہیں ہوتا، انسان کا ذکر محض زبان یا کوشش تک محدود رہتا ہے۔ مرشدِ کامل پہلے باطن پر موجود حجابوں اور جالوں کو اپنی نگاہِ فیض سے دور کرتا ہے، پھر قلب کو بیدار کرتا ہے۔ قلب کے زندہ ہونے کے بعد اللہ ھُو کا ذکر اس کی فطرت بن جاتا ہے اور خود بخود جاری رہتا ہے۔ لہٰذا قلب کی بیداری کی اصل علامت یہی ہے کہ اس کی دھڑکنوں میں اللہ ھُو کا ذکر جاری ہو جائے؛ یہ کیفیت محض ضربیں لگانے سے نہیں بلکہ مرشدِ کامل کی نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔

۔ذکرِ قلب کا خود جاری ہونا

جب قلب بیدار ہو جائے تو انسان کے ارادے کے بغیر بھی ذکر جاری رہتا ہے۔

اس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہ نیند کی حالت میں بھی جاری رہ سکتا ہے۔

اگر ذکر صرف انسان کی ظاہری کوشش کا نتیجہ ہوتا تو نیند کے دوران اس کا جاری رہنا ممکن نہ ہوتا۔ لیکن ذکرِ قلب کے تصور کے مطابق قلب اپنی سطح پر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ اسی طرح انسان کے باطن میں موجود مختلف لطائف اور روحانی اجزاء کے بارے میں بھی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں ایک ایک کرکے انسان کو خود ذکر میں مشغول نہیں کرنا پڑتا۔ یہ عمل خود بخود جاری ہوتا ہے۔

اس کیفیت کو یوں سمجھایا گیا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے جسم کے کسی ایسے حصے کو خود ٹھیک نہیں کرسکتا جس کے لیے طبی علاج درکار ہو۔ وہ طبیب کے

پاس جاتا ہے، علاج کرواتا ہے اور طبیب اس مسئلے کو درست کرتا ہے۔ اسی طرح ذکرِ قلب کو بھی ایسی عطا سمجھا جاتا ہے جو انسان کے اپنے اختیار سے براہِ راست حاصل نہیں ہوتی۔

۔ذکرِ قلب کے تین درجات

ذکرِ قلب کی یہ شرط نہیں کہ ہر شخص کو دل پر اسمِ ذات اللہ لکھا ہوا نظر آئے یا اللہ ھُو کی دھڑکن واضح طور پر محسوس ہو۔ ذکرِ قلب کے تین درجات بیان کیے گئے ہیں، اور ہر درجہ اپنی ایک خاص کیفیت رکھتا ہے۔

پہلا درجہ: صاحبِ ذکر

ذکرِ قلب کا سب سے پہلا اور بنیادی درجہ یہ ہے کہ دل کی دھڑکنوں کے ساتھ اللہ کا ذکر بلا اختیار جاری ہو جائے۔

یعنی انسان کو خود توجہ کر کے یا کوشش کر کے ذکر نہ کرنا پڑے، بلکہ دل کی دھڑکنوں کے ساتھ خود بخود اللہ کا نام جاری رہے۔

یہی ذکرِ قلب کی کم از کم شرط ہے اور اسی کیفیت میں انسان صاحبِ ذکر کہلاتا ہے۔ اس کیفیت کو کھلونے کی مثال سے سمجھایا گیا ہے۔ پہلے زمانے کے کھلونوں میں چابی بھری جاتی تھی اور وہ اتنی ہی دیر چلتے تھے جتنی چابی بھری گئی ہو۔ اسی طرح جس قدر ذکر دل میں عطا کیا جاتا ہے، دل اُسی کے مطابق اللہ اللہ کرتا رہتا ہے۔ انسان سو رہا ہو، کام کر رہا ہو یا اپنی روزمرہ زندگی میں مصروف ہو، اگر ذکرِ قلب جاری ہے تو دل اپنا ذکر جاری رکھتا ہے۔

قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ

(آلِ عمران 3:191)

دوسرا درجہ: صاحبِ تصور

ذکرِ قلب کا دوسرا درجہ تصورِ اسمِ ذات ہے۔

جب مرشدِ کامل کسی شخص کو اسمِ ذات کا تصور عطا فرماتے ہیں تو تصور کے ذریعے دل پر اسمِ اللہ لکھا ہوا نظر آ سکتا ہے۔ یہ حقیقی طور پر دل پر لکھا ہوا ہونا ضروری نہیں، بلکہ تصور کی کیفیت ہوتی ہے۔ اس تصور سے ذکر کے مقابلے میں زیادہ نور پیدا ہونے کی بات بیان کی گئی ہے، اسی لیے صاحب تصور کا

مرتبہ صاحب ذکر سے بلند قرار دیا گیا ہے۔

تیسرا درجہ: اسمِ ذات کی عطا

ذکرِ قلب کا تیسرا اور اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود کسی بندے کو اپنا اسم عطا فرما دے۔

یہ صرف تصور کی کیفیت نہیں ہوتی بلکہ اسمِ ذات کی حقیقی عطا ہوتی ہے۔ اسمِ ذات کی عطا کے بعد قلب کی کیفیت میں نمایاں تبدیلی آتی ہے۔ دل نور سے منور ہوتا ہے اور ذکر کی کیفیت مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر قلب کا ذکر صرف انسان کی اپنی توجہ پر قائم نہیں رہتا بلکہ باطن میں ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ دل خود اللہ ھُو کے ذکر میں مصروف رہتا ہے۔

اسمِ ذات کے قلب پر نقش ہونے کی طرف قرآنِ مجید میں بھی اشارہ کیا گیا ہے:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

(المجادلہ 58:22)

ترجمہ: وہ لوگ جن قلوب پر ایمان لکھ دیا گیا ہے۔

۔ذکرِ قلب جاری ہونے کی علامات

قلب جاری ہونے کی دو طرح کی علامات ہوتی ہیں: ایک ظاہری، اور دوسری باطنی۔

ظاہری علامات

جس طرح موبائل فون کو مسلسل استعمال کرنے سے وہ گرم ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر آپ ورزش کریں، بھاگیں یا کوئی جسمانی مشقت کریں تو جسم کا درجۂ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ لیکن اگر آپ کوئی جسمانی کام نہ کر رہے ہوں اور صرف اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہوں تو جسم کا درجۂ حرارت نہیں بڑھنا چاہیے۔

لیکن اگر اس دوران آپ کا قلب اللہ اللہ کر رہا ہو اور نور بن رہا ہو، تو بغیر کسی جسمانی مشقت کے بھی جسم کا درجۂ حرارت بڑھنے لگتا ہے۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر دل کی دھڑکن اس وقت تیز ہوتی ہے جب انسان بھاگ رہا ہو، ورزش کر رہا ہو یا کوئی وزن اٹھا رہا ہو۔ لیکن اگر نہ

آپ بھاگ رہے ہوں، نہ کوئی وزن اٹھا رہے ہوں بلکہ آرام سے بیٹھے ہوئے ہوں اور اس کے باوجود دل کی دھڑکنیں تیز ہوں، دل گھوڑے کی طرح دوڑ رہا ہو، تو اس کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اندر ذکر ہو رہا ہے۔

ذکرِ قلب اگر جاری ہو جائے تو پھر وہ چوبیس گھنٹے ذکر کرتا رہتا ہے، البتہ مختلف وقفوں کے ساتھ۔

اس وجہ سے پورے دن جسم میں گرمی محسوس ہو سکتی ہے اور کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بخار ہو رہا ہے۔ بعض اوقات ذکر کی شدت کی وجہ سے کان سرخ ہو جاتے ہیں، اور کبھی چہرہ گرم اور سرخ محسوس ہوتا ہے۔

باطنی علامات

اس کے ساتھ ساتھ انسان کو اندر سے بھی محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اللہ ھو، اللہ ھو کر رہا ہے۔ باطن میں اللہ ھو اللہ ھو کی کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے۔

باطنی علامت یہ ہے کہ جب انسان کے دل پر گناہوں کی سیاہی چھائی ہوئی ہو تو طبیعت بوجھل رہتی ہے، پریشانی اور بے سکونی محسوس ہوتی ہے، دل پر ایک بوجھ رہتا ہے اور انسان کا دل نیکی اور اچھائی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

انسان کو تمام اچھے کاموں کا علم ہوتا ہے کہ یہ بھی اچھا کام ہے اور یہ بھی اچھا کام ہے، لیکن اندر سے ان کاموں کی طرف کوئی تحریک اور رغبت پیدا نہیں ہوتی۔

لیکن جب دل میں اللہ کا ذکر آباد ہو جاتا ہے اور قلب میں اللہ کا ذکر شروع ہو جاتا ہے تو گناہوں کی جو کالک اور سیاہی دل پر چڑھی ہوتی ہے، وہ دھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ بے سکونی کم ہونے لگتی ہے اور دل میں ایک عجیب و غریب سکون اور اطمینان پیدا ہونے لگتا ہے۔

اس کیفیت کو اندرونی خوشی کہا جا سکتا ہے، یعنی انسان کے باطن کی خوشی۔ پھر دل انسان کو اچھے کاموں کی طرف متوجہ کرتا ہے، نیکی کی طرف گامزن ہونے کی ترغیب دیتا ہے اور دل میں ایک مستقل اطمینان کی کیفیت رہنے لگتی ہے۔

قرآنِ شریف نے اسی کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

[الرعد:۲۸]

یعنی خبردار! دلوں کو اطمینان صرف اللہ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔

اگر ظاہری تسبیح کے ذریعے اللہ اللہ کیا جائے تو اس کا اثر انگلیوں پر ہو گا، لیکن قلب کو اطمینان اسی وقت حاصل ہو گا جب اللہ کا ذکر قلب میں جاری ہو جائے۔

آپ دیکھیں کہ تسبیح پڑھتے پڑھتے انگلیوں کو ایک خاص سکون اور عادت ہو جاتی ہے۔ پھر کبھی تسبیح ہاتھ میں نہ بھی ہو تو آدمی بلاوجہ انگلیوں کو اسی طرح حرکت دینے لگتا ہے، کیونکہ انگلیوں کو اس عمل کی عادت ہو گئی ہے۔

پس اللہ کے ذکر سے جو اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے، وہ اسی وقت حاصل ہو گا جب اللہ کا ذکر قلب میں اتر جائے۔

۔کیا ذکرِ قلب کی آواز کانوں میں آتی ہے؟

ذکرِ قلب جاری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اللہ اللہ کی آواز کانوں میں سنائی دے۔

عام ذاکر کے لیے ذکر کا احساس ہوتا ہے کہ اندر اللہ اللہ ہو رہی ہے، لیکن باقاعدہ آواز کانوں تک نہیں پہنچتی۔ اس کیفیت کو سمجھانے کے لیے سوچنے کی مثال دی گئی ہے۔ انسان جب کوئی بات سوچتا ہے تو اسے اپنے خیالات کا علم ہوتا ہے، لیکن ان خیالات کی کوئی ظاہری آواز کانوں میں نہیں آتی۔

اسی طرح ذکرِ قلب میں بھی انسان کو اندر سے احساس ہوتا ہے کہ اللہ اللہ جاری ہے، مگر ضروری نہیں کہ وہ اسے کانوں سے سنی جانے والی آواز کی طرح محسوس کرے۔ کانوں میں ذکر کی باقاعدہ آواز آنا اولیوں کی کیفیت ہے، جبکہ عام مومن کو ذکر کے جاری ہونے کا باطنی احساس ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر کسی ذاکر کو ذکر کی آواز کانوں میں سنائی نہیں دیتی لیکن اسے دل میں اللہ اللہ ہونے کا احساس ہے تو اسے اس بنا پر پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

۔ذاکرِ قلبی کی پہچان اور ذکرِ قلب کا ثبوت

ذکرِ قلب ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کا ذکر جاری ہوتا ہے، اُسی کو محسوس ہوتا ہے ۔ ذکرِ قلب محسوس ہونے کی نشانی ہر انسان کے لیے انفرادی طور پر مختلف ہو سکتی ہے۔ دوسروں کو کب پتا چلے گا؟ جس طرح چور چور کو پہچانتا ہے اسی طرح ایک ذاکرِ قلبی دوسرے ذاکر قلبی کو پہچان لیتا ہے کیونکہ دونوں میں نور کی کشش ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کے دل ایک دوسرے کی طرف کھنچتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں نرمی آنا شروع ہو جائے گی، جب بھی اللہ کا ذکر آئے گا، اللہ کے رسول ﷺ کا ذکر آئے گا تو آنکھیں نم ہو جائیں گی۔ سخت دلی جاتی رہے گی، گناہوں سے آہستہ آہستہ دور ہونے لگے گا۔ دل آزاری اور دیگر جو گناہ ہیں، جن کا تعلق مخلوق سے ہے، اُن میں بھی نسبتاً آہستہ آہستہ کمی واقع ہونا شروع ہو جائے گی۔

مجموعی طور پر اُس کی زندگی سو فیصد نہ بدلے تو کم از کم ستر فیصد تو بدل جائے گی، کیونکہ وہ نور اندر چلا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں، ولیوں کی بارگاہ میں مؤدب ہوتا نظر آئے گا۔ ذکرِ قلب کے جاری ہونے کی اصل کسوٹی صرف یہ نہیں کہ انسان کو دل کی دھڑکنوں میں اللہ اللہ محسوس ہو۔ اصل ثبوت یہ ہے کہ ذکر اور نور کے اثر سے انسان کے باطن اور کردار میں تبدیلی آنا شروع ہو جائے۔

جب کسی کو ذکرِ قلب عطا ہوتا ہے تو اس کے دل میں اُس ہستی کی محبت بڑھنی چاہیے جس کے ذریعے اسے اسمِ ذات عطا ہوا۔ اگر مرشد کی نسبت قائم ہونے کے بعد مرشد کی محبت میں اضافہ ہو، گناہوں سے نفرت پیدا ہو، حسد، بغض، عناد اور تکبر کم ہونے لگے اور انسان میں عاجزی وانکساری پیدا ہو تو اسے ذکرِ قلب کے جاری ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص دل کی دھڑکن کے ساتھ ذکر محسوس کرنے کا دعویٰ کرے لیکن اس کے کردار میں کوئی تبدیلی نہ آئے، حسد، بغض، عناد اور تکبر اپنی جگہ موجود رہیں تو صرف دھڑکن میں ذکر محسوس ہونے کو کافی ثبوت نہیں سمجھنا چاہیے۔

۔ذکرِ قلب نہ چلے تو کیا کرنا چاہیے؟

اگر کسی شخص نے ذکرِ قلب لیا ہے لیکن ابھی تک ذکر جاری نہیں ہوا تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ذکرِ قلب کا جاری ہونا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ یہ کسی نبی یا ولی کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نام کا ذاکر بنائے اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ اس لیے یہ سوچنا کہ "میرا ذکر نہیں چلا، شاید میں گمراہ ہوں یا اللہ کی رحمت سے محروم ہوں" درست رویہ نہیں۔ مایوسی انسان کو اللہ سے دور کر دیتی ہے۔ ذکر ابھی نہیں چلا تو بھی اللہ سے تعلق قائم رکھنا چاہیے اور امید نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے، اس کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کو نعمت دینے سے پہلے آزماتا ہے اور کسی کو نعمت دینے کے بعد۔ اب انسان کو دیکھنا ہے کہ اس نے پہلے رونا ہے یا بعد میں۔

بعض لوگوں کا ذکرِ قلب جاری ہونے کے بعد ان کے حالات میں مشکلات آجاتی ہیں۔ مالی پریشانی، تنگ دستی یا دوسری آزمائشیں سامنے آسکتی ہیں۔ ایسے وقت میں انسان کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ذکر لینے کی وجہ سے حالات خراب ہوئے ہیں، بلکہ صبر سے کام لینا چاہیے۔ اسی طرح بعض لوگوں کے لیے آزمائش ذکر جاری ہونے سے پہلے آتی ہے۔ وہ سوچتے ہیں کہ ابھی تو ذکر بھی نہیں چلا اور حالات پہلے ہی خراب ہو گئے، چنانچہ وہ راستہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اس طرح انسان اپنے لیے خیر کے ایک ممکنہ دروازے کو خود بند کر دیتا ہے۔ لہٰذا ذکرِ قلب کے معاملے میں صبر اور شکر سے کام لینا چاہیے۔ نعمت ملے تو شکر اور آزمائش آئے تو صبر۔ اگر ذکرِ قلب ابھی جاری نہیں ہوا تو مایوس ہو کر بیٹھ جانے کے بجائے تعلق قائم رکھیں، کوشش جاری رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھیں۔

قرآنِ مجید میں فرمایا گیا ہے:

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ (الزمر 39:53)

"اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو۔"

ذکرِ قلب کی طلب میں کوئی وقت مقرر نہیں کرنا چاہیے کہ اتنے دن یا اتنے مہینوں میں ذکر ضرور چل جائے گا۔

اگر انسان نے مرشدِ کامل کی تلاش کی ہے، اللہ سے ذکرِ قلب کی دولت مانگی ہے اور ابھی ذکر محسوس نہیں ہو رہا تو اسے اپنی طلب اور جستجو کو قائم رکھنا چاہیے۔

ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ کسی شخص کے ساتھ جو روحانی واقعہ پیش آیا ہو، ضروری نہیں کہ دوسرے کے ساتھ بھی بالکل وہی کیفیت پیش آئے۔

اصل چیز یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ کو پانے کی سچی تڑپ اور جستجو موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

(البقرہ 2:186)

"اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو بے شک میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ جستجو اُسی کو دیتا ہے جسے کچھ عطا کرنا ہوتا ہے۔ جستجو جتنی گہری ہوتی جاتی ہے، ذکرِ قلب کی طلب بھی اتنی ہی بڑھتی ہے۔ جس چیز کے حصول کے لیے انسان محنت اور قربانی کرتا ہے، اس کی قدر بھی اس کے دل میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے روحانی سفر میں مشکلات اور انتظار کو مایوسی کا سبب نہیں بلکہ اپنی طلب کو مضبوط رکھنے کا ذریعہ سمجھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لہٰذا اگر ذکرِ قلب نہیں چل رہا تو اداس یا مایوس ہونے کے بجائے ذکر و فکر، دعا، مرشد سے محبت اور نسبت کو مضبوط رکھنا چاہیے۔

۔ذکرِ قلب جاری ہونے کے بعد کیا کرنا چاہیے؟

ذکرِ قلب اگر چل جائے تو یہ بنیادی چیز ہوتی ہے۔ اُس کے بعد کوشش یہ ہونی چاہیے کہ یہ ذکر خوب چلے، اور خوب یہ تب چلے گا جب رکاوٹیں کم ہوں

گی۔ اگر سڑک پر ریت پڑی ہوئی ہو اور رکاوٹیں موجود ہوں تو گاڑی کی رفتار کم ہو جائے گی۔ لیکن اگر سڑک بالکل صاف اور ہموار ہو، کوئی رکاوٹ نہ ہو تو گاڑی تیز چلے گی۔

وَمَن یُؤمِن بِاللّٰہِ یَھدِ قَلبَہُ

سورة التغابن آیت نمبر 11

ترجمہ: جو اللہ پر ایمان لائے تو اللہ اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے۔

اسی طرح آپ جو گناہ وغیرہ کرتے ہیں، اُلٹی سیدھی حرکتیں جو انسان کرتا ہے، اگر وہ کرنا چھوڑ دے تو پھر قلب تیزی سے چلے گا اور زیادہ نور بنے گا۔ جب زیادہ نور بنے گا، تو پہلے وہ نور قلب کو ہی منور کرتا رہے گا۔ جب قلب مکمل طور پر منور ہو جائے گا تو پھر وہ نور پورے جسم میں پھیل جائے گا۔ اور پورے جسم میں جب وہ نور پھیلے گا تو باقی جو لطائف ہوں گے، وہ خود بخود منور ہونا شروع ہو جائیں گے۔ تو اب ذکرِ قلب چل جانے کے بعد آپ کو یہ کرنا ہے کہ گناہوں سے پرہیز کریں اور نماز قائم کریں۔ جب نماز کی ادائیگی کریں گے تو آپ کو نماز پڑھتے وقت محسوس ہو گا کہ آپ کے ذکر میں تیزی آگئی ہے۔

اور جب نماز میں کھڑے ہوں تو اسمِ ذات اللہ کا دل پر تصور کرتے ہوئے نماز پڑھیں۔ بڑی ترقی ہو گی۔ جتنا گُڑ ڈالو گے، اتنا ہی میٹھا ہو گا۔

نماز بھی پڑھیں، وقت ملے تو قرآنِ شریف بھی پڑھیں۔ وقت ملتا ہے تو پھر درودِ پاک بھی پڑھیں۔ درودِ پاک پڑھنے سے حضور ﷺ کی نظروں میں

آئیں گے اور نور ملے گا۔

اُس کے بعد غوثِ پاک کا بھی کوئی قصیدہ پڑھ لیا، وہ راضی ہوں گے تو وہ بھی نظر کریں گے اور نور ملے گا۔ پھر سرکار گوھر شاہی کی اور زیادہ نظر ہو، آپ نے سرکار گوھر شاہی کا بھی قصیدہ پڑھ لیا۔ اب یہ چاروں طرف سے جب نور کی بہتات ہو گی تو آپ کی ترقی جلدی ہو گی۔

۔ نماز اور ذکرِ قلب

ذکرِ قلب کے جاری ہونے کا مطلب نماز کو چھوڑ دینا نہیں ہے۔ انسان اپنی نماز ادا کرتا ہے جبکہ اندرونی طور پر ذکرِ قلب بھی جاری رہتا ہے۔ بلکہ نماز کے دوران قلبی ذکر کی کیفیت مزید نمایاں ہونے کا تصور پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح ظاہری عبادت اور باطنی ذکر کو ایک دوسرے سے الگ نہیں سمجھا جاتا، بلکہ دونوں کو اپنی اپنی جگہ برقرار رکھنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ذاکرِ قلبی مومن ہوتا ہے اور مومن کے لیے نماز وقت کے ساتھ فرض ہے۔ اگر ذاکرِ قلبی جان بوجھ کر نمازیں قضا کرے تو اس کا روحانی نقصان ہوتا ہے۔ ذکرِ قلب سے جو نور پیدا ہوتا ہے، نماز اس نور کو سینے سے لے کر پورے جسم میں پھیلانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (طٰہٰ 20:14)

"اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔"

اسی طرح فرمایا:

يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الاحزاب 33:41)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

اس لیے مومن کے لیے نماز اور ذکر دونوں ضروری قرار دیے گئے ہیں۔

سرکار گوھر شاہی کی بیان کردہ مثال کے مطابق دینِ اسلام کے دو پر ہیں: ایک نماز اور دوسرا ذکر۔ صرف ایک پر کے ذریعے پرندہ پرواز نہیں کر سکتا۔

اسی طرح جو صرف ذکر کرتا ہے وہ ذاکر کہلاتا ہے، جو صرف نماز ادا کرتا ہے وہ نمازی ہے، جبکہ مومن وہ ہے جو ذکر بھی کرے اور نماز بھی ادا کرے۔

۔نور، نیکی اور گناہ کی حقیقت

نور اللہ تعالیٰ سے متعلق ایک توانائی اور قوت کا نام ہے۔ نور کی ایک نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اور دوسری اُس کی صفات سے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید، اسمِ ذات اور ذکر کی تعلیم عطا فرمائی، لیکن صرف قرآن پڑھنے یا اللہ کا نام لینے سے انسان کے اندر لازماً نور پیدا نہیں ہو جاتا۔ نور پیدا کرنے کا ایک مخصوص باطنی طریقہ ہے، جس کا تعلق علمِ باطن سے ہے۔ جس طرح مختلف ذرائع سے بجلی یا توانائی پیدا کی جاتی ہے، اسی طرح اللہ کے نام کے ذکر اور باطنی عمل کے ذریعے نور پیدا ہوتا ہے۔

ناپاک جسم کے ساتھ عبادات کرنا مکروھے اور ناپاک نفس کے ساتھ عبادت کرنا گناہ ھے

اللہ کے نام کا مسلسل ذکر، یعنی اللہ ہُو، اللہ ہُو، نور پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جب یہ ذکر دل میں جاری ہو جاتا ہے تو پیدا ہونے والا نور روحوں کی غذا بنتا ہے اور اُن کی بیداری کا سبب بنتا ہے۔ روح کی غذا نور ہے۔ روحانی بیداری کے لیے یا تو نور مرشدِ کامل کی نگاہِ فیض سے عطا ہوتا ہے یا ذکرِ اللہ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرۃ 2:152)

"تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔"

جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو نور پیدا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اُس پر نور کی عطا ہوتی ہے۔

تاہم نور کے ذریعے ہدایت کس کو کس طریقے سے عطا ہو گی، اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے:

يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ (النور 24:35)

ترجمہ: للہ نور سے ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

ذکر کے ذریعے نور حاصل کرنے کا راستہ طریقت سے متعلق ہے، جبکہ بعض روحانی مقامات نگاہِ فیض کے ذریعے طے ہوتے ہیں۔

طریقت کے ذریعے باطنی لطائف بیدار ہوتے ہیں اور روحانی سفر آگے بڑھتا ہے، جبکہ بعض اعلیٰ منازل صرف مرشدِ کامل کی نگاہ سے طے ہوتی ہیں۔

ذکرِ قلب کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی روزمرہ زندگی کے کام انجام دیتے ہوئے بھی دل کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھے۔

مولانا روم کا قول ہے:

"دست بہ کار، دل بہ یار"

یعنی ہاتھ کام میں اور دل یار کے ساتھ۔

جب دل میں مسلسل اللہ ھُو جاری ہو تو نور بنتا رہتا ہے اور یہ نور باطن کی تمام روحانی صلاحیتوں تک پہنچ کر اُنہیں بیدار کرتا ہے۔

۔ذکرِ قلب سے نفس کا کیا حال ہوتا ہے؟

نفس کی پاکی کے مختلف مراحل ہیں۔

اللہ نے انسان کے جسم میں ایک لطیفہ نفس ایسا رکھا ہے کہ اگر تُو نے اسکو پاک صاف کر لیا، تزکیہ نفس ہو کر تمھاری شکل میں آگیا تو پھر تم آنکھ بند کرنا کہ دیکھیں چاند پر کیا ہو رہا ہے تو تمھارا یہ سیارہ لطیفہ نفس یہاں جسم سے نکلا اور چاند پر پہنچ گیا۔ پھر وہیں سے سوچا کہ چلو مریخ چلتے ہیں تو یہ آناً فاناً مریخ پہنچ گیا۔ ہمارے جسم کو سانس لینے کی ضرورت ہے لیکن روحوں کو سانس لینے کی ضرورت نہیں ہے جب قلبی ذکر جاری ہو جاتا ہے تو نفسِ امّارہ کی کیفیت تبدیل ہو کر نفسِ لوامہ میں داخل ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد اگر انسان سے گناہ سرزد ہو بھی جائے تو اُس کے اندر پچھتاوا اور ملامت پیدا ہوتی ہے۔ یہی اس بات کی علامت ہے کہ نفس اب نفسِ امّارہ کی حالت میں نہیں۔ نفسِ امّارہ کی پہچان یہ ہے کہ انسان برائی کر کے مطمئن یا خوش ہو، جبکہ نفسِ لوامہ کی حالت میں گناہ کے بعد افسوس اور ندامت پیدا ہوتی ہے۔ ذکرِ قلب جاری ہونے کے بعد گناہوں کی شدت بھی کم ہونے لگتی ہے۔

جیسے جیسے قلب میں نور بڑھتا ہے، نفس کی کیفیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ تاہم صرف ذکرِ قلب پر اکتفا کرنا کافی نہیں؛ قلب کو مزید منور کرنے کے لیے نماز، تلاوتِ قرآن، درودِ پاک اور دیگر نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ اگر قلب کا ذکر جاری ہو لیکن نماز، زکوٰۃ اور دینِ اسلام کے دیگر فرائض و اعمال سے غفلت ہو تو روحانی ترقی بہت سست ہو جاتی ہے۔ جلد ترقی اُنہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو ذکرِ قلب کے ساتھ دین کے دیگر ضروری اعمال پر بھی پابندی سے عمل کرتے ہیں۔

۔ قلب اور نفس کے درجات

قلب اور نفس ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک کی حالت بدلتی ہے تو دوسرے پر بھی اُس کا اثر پڑتا ہے۔

روحانی سفر شروع ہونے سے پہلے نفس امّارہ اور قلب صنوبر کی حالت میں ہوتا ہے۔

صنوبر کا مطلب ہے ایسا قلب جس میں کوئی باطنی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی۔ اسے حلال و حرام کی پہچان نہیں ہوتی اور یہ اچھائی اور برائی میں فرق نہیں کر پاتا۔

نفس امّارہ انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور اُس کا اثر قلب پر بھی ہوتا ہے۔

جب انسان کو ذکرِ قلب کی اجازت ملتی ہے اور قلب میں اسمِ ذات اللہ جاری ہو جاتا ہے تو قلب کے گرد موجود ایک لاکھ اسی ہزار جالے جلنے لگتے ہیں اور قلب سے نور پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نور پورے سینے میں پھیلتا ہے اور نفس تک بھی پہنچتا ہے۔ نور کے اثر سے نفس کمزور ہوتا ہے اور نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ نفسِ لوّامہ کی نشانی یہ ہے کہ انسان سے گناہ ہو جائے تو اُسے اپنے کیے ہوئے کام پر افسوس اور ندامت ہوتی ہے۔ لیکن نفسِ لوّامہ ابھی مکمل طور پر پاک نہیں ہوتا۔ اس کی مزید اصلاح کے لیے مرشدِ کامل کی رہنمائی ضروری ہوتی ہے۔

جب مرشدِ کامل نفس کو کلمہ پڑھاتے ہیں تو کلمہ کے نور سے نفس میں مزید تبدیلی آتی ہے اور نفسِ لوّامہ، نفسِ ملہمہ بن جاتا ہے۔

اسی طرح قلب کی حالت بھی بدلتی ہے۔ جب قلب میں اللہ اللہ جاری ہو جائے تو وہ قلبِ سلیم بن جاتا ہے۔ قلبِ سلیم کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شیطان کے اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جب نفس ملہمہ کے مقام پر پہنچتا ہے تو قلب قلبِ منیب ہو جاتا ہے۔ قلبِ منیب وہ قلب ہے جس کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت کو مقامِ مومن سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

۔ قلبِ سلیم اور نفسِ مطمئنہ

نفس کی بنیادی چار حالتیں بیان کی گئی ہیں:

نفسِ امّارہ، نفسِ لوّامہ، نفسِ ملہمہ اور نفسِ مطمئنہ۔

نفسِ امّارہ شیطانی اثر میں ہوتا ہے۔ جب اس میں نور داخل ہوتا ہے تو یہ امّارہ سے لوّامہ بن جاتا ہے، اور نور کی مزید فراوانی سے لوّامہ، ملہمہ بن جاتا ہے۔ نفسِ ملہمہ تک کا مقام مومن کا مقام بیان کیا گیا ہے۔

نفسِ ملہمہ کے بعد صرف ذکر، عبادت اور نور کی زیادتی سے نفسِ مطمئنہ نہیں بنتا۔ نفسِ مطمئنہ کے لیے تجلی کا پڑنا ضروری ہے۔

یہ تجلی اُس شخص پر پڑتی ہے جسے اللہ تعالیٰ ولایت کا مقام عطا فرمانا چاہے۔ دیدار کے بعد تجلی کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ جب تجلی نفس پر پڑتی ہے تو نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔

جس طرح نفس کے درجات ہیں، اسی طرح قلب کے بھی درجات ہیں۔

جب تک قلب میں ذکرِ اللہ جاری نہیں ہوتا، وہ نور سے خالی اور باطنی رکاوٹوں میں گھرا رہتا ہے۔ اس حالت کو قلبِ صنوبر کہا گیا ہے۔

جب مرشدِ کامل کی نگاہِ فیض سے قلب کی رکاوٹیں دور ہوتی ہیں، اسمِ ذات قلب میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا ذکر مستقل طور پر جاری ہو جاتا ہے تو وہ قلبِ سلیم بن جاتا ہے۔

قلبِ سلیم کی اہمیت قرآنِ مجید میں بھی بیان ہوئی ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ

(الشعراء 26:88-89)

قلبِ سلیم وہ قلب ہے جو شیطانی اثرات سے نکل کر اللہ کے ذکر سے آباد ہو جائے۔

اس کے بعد نور کی مزید ترقی سے قلب قلبِ منیب کے مقام پر پہنچتا ہے۔ قلبِ منیب کی خاصیت یہ ہے کہ اُس کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد قلبِ شہید کا مقام آتا ہے، جس کے لیے تجلی کا پڑنا ضروری ہے۔

اگر تجلی نہ پڑے تو قلب منیب کے مقام پر رہتا ہے۔ لیکن جب دیدار کے بعد تجلی قلب پر پڑتی ہے تو قلب شہید ہو جاتا ہے، اور اسی تجلی کے اثر سے نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ اس مقام کو قرآنِ مجید میں راضیہ مرضیہ کی کیفیت سے بیان کیا گیا ہے، یعنی بندہ اللہ سے راضی اور اللہ اُس سے راضی۔

۔ ولایت، راضیہ اور مرضیہ

راضیہ مرضیہ کا مقام ولایت سے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

ولایت سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے کو آزماتا ہے جسے وہ اپنا ولی بنانا چاہتا ہے۔

یہ آزمائش کسی کے لیے ایک سال اور کسی کے لیے تین سال تک جاری رہ سکتی ہے۔ اس دوران مختلف حالات اور نقصانات کے ذریعے آزمایا جاتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے یا نہیں۔ اصل امتحان یہ ہے کہ آزمائش کے وقت دل میں شکوہ اور ملال نہ آئے اور زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کے خلاف شکایت نہ نکلے۔ اس مقام پر "خیر ہے" کی کیفیت کو بھی اہم سمجھا گیا ہے۔ یعنی نقصان یا مشکل پیش آنے کے باوجود بندہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے۔ جب بندہ اس آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لیے رضا اور دوستی کا مقام بیان کیا جاتا ہے۔ یہی راضیہ کی

کیفیت ہے۔

اس کے بعد مرضیہ کا مقام بیان کیا گیا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ اپنے ولی سے راضی ہو جاتا ہے اور اُس کے لیے اپنی رضا اور قرب کا خاص مقام عطا فرماتا ہے۔

اسی مقام کے بارے میں قرآنِ مجید میں فرمایا گیا:

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي

(الفجر 89:29-30)

روحانیت کی تعلیم کے مطابق "فِي عِبَادِي" سے مراد اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں داخل ہونا ہے، جبکہ "جَنَّتِي" سے مراد صرف آخرت کی جنت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرب اور اُس مقام تک رسائی بھی بیان کی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی خاص قربت حاصل ہو۔

۔ذکرِ قلب کے بعد ذاکر کے حالات کیوں خراب ہوتے ہیں؟

ذکرِ قلبی جاری ہونے کے بعد انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے حالات بھی آتے ہیں جو بظاہر مشکل محسوس ہوتے ہیں۔

دراصل، جب انسان کا قلب اللہ کے ذکر سے زندہ ہوتا ہے تو اس کے باطن کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی میں بھی تبدیلیاں آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو حرام ذرائعِ آمدن اور غلط راستوں سے بچانے کے اسباب پیدا فرماتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض اوقات کاروبار، ملازمت یا مالی معاملات میں تنگی محسوس ہو سکتی ہے۔

یہ مشکلات انسان کے لیے آزمائش بھی ہو سکتی ہیں اور اسے پاکیزہ راستے کی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ بھی۔ صرف ذکر کرنا ہی کافی نہیں؛ اللہ کی مخلوق کی خدمت، ضرورت مندوں کی مدد اور دوسروں کے ساتھ بھلائی بھی روحانی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے۔ ایک شخص ذکر میں مشغول نہ ہو سکا تو باہر نکلا اور ایک معذور بچی کو زخمی حالت میں دیکھا۔ اس نے اس کی مدد کی، کھانا کھلایا اور اس کی ضرورت پوری کی۔ بعد میں اس کے مرشد نے فرمایا کہ ایک بے گناہ کی مدد کرنے سے جو خوشی حاصل ہوئی، وہ صرف ذکر میں مشغول رہنے سے حاصل ہونے والی خوشی سے بڑھ کر تھی۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنی طرف متوجہ فرماتا ہے تو اسے اپنی مخلوق کی خدمت کا ذریعہ بھی بناتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ حالات جیسے بھی ہوں، اللہ کا دامن نہ چھوڑے۔ جو شخص اللہ کی محبت چاہتا ہے، اسے دنیاوی مشکلات کے باوجود اپنے رب سے تعلق مضبوط رکھنا چاہیے۔

۔ذاکرِ قلبی کو وسوسے کیوں آتے ہیں؟

ذاکرِ قلبی کو بھی وسوسے آسکتے ہیں۔ دل کے باطن میں وسوسوں اور شہوت کے اثرات ڈالنے والی قوتیں موجود ہوتی ہیں، جن میں خناس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وسوسے دل پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں، لیکن جب دل میں اللہ اللہ کا ذکر جاری ہو تو اس ذکر سے پیدا ہونے والا نور ان وسوسوں اور شہوت کے حملوں کو کاٹتا رہتا ہے۔

جیسے جیسے ذکرِ قلب مضبوط ہوتا ہے اور دل میں نور بڑھتا ہے، دوسرے لطائف بھی بیدار ہونے لگتے ہیں۔ ان لطائف کے نور کا اثر نفس پر پڑتا ہے اور نفس میں بھی پاکیزگی اور نورانیت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جب سینہ نور سے بھر جاتا ہے اور نور کی شدت بڑھ جاتی ہے تو، اس بیان کے مطابق، خناس کے لیے وہاں ٹھہرنا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ سینے سے نکل جاتا ہے۔ خناس کے چلے جانے کے بعد وسوسوں میں بھی کمی آتی ہے۔

تاہم روحانی سفر مکمل نہیں ہوتا۔ کچھ عرصے بعد وسوسوں کی ایک دوسری کیفیت سامنے آسکتی ہے جسے شیطان کے وسوسوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کے مرید نے پوچھا کہ کیا انہیں بھی وسوسے آتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی شیطان نے ان کے کان میں یہ وسوسہ ڈالا ہے کہ اللہ کا وجود نہیں، یہ سب دکھاوا ہے۔

اس واقعے سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ بلند روحانی مقام پر پہنچنے والوں کو بھی ایک عرصے تک آزمائشوں اور وسوسوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔

روحانی ترقی کے ساتھ یہ وسوسے بھی کم ہوتے جاتے ہیں۔ جب انسان مزید باطنی مقامات طے کرتا ہے اور ظاہر و باطن میں یکسانیت پیدا ہوتی ہے تو شیطانی وسوسوں کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

۔خناس: وسوسوں کی حقیقت

خناس ایک شیطانی مخلوق ہے جو انسان کے قلب کے قریب رہ کر قلب میں وسوسے ڈالتی ہے۔

قرآنِ کریم میں بھی اس کا ذکر اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کے نام سے آیا ہے:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۱ مَلِكِ النَّاسِ ۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۴ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ

۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۶

(سورۃ الناس 114:1-6)

خناس کی باطنی شکل ہاتھی جیسی ہوتی ہے اور اُس کی سونڈ قلب سے جڑی ہوتی ہے۔ اسی ذریعے سے وسوسے انسان کے اندر آتے رہتے ہیں۔

جب قلب میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جاتا ہے تو اُس سے نور پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ نور وسوسوں کے اثر کو ختم کرتا رہتا ہے اور انسان کو باطنی حفاظت حاصل ہونے لگتی ہے۔ جب قلب کے ساتھ دوسرے لطائف بھی نور سے منور ہو جاتے ہیں تو سینے میں نور کی مقدار بڑھتی ہے۔

جب پانچوں لطائف نور سے منور ہو جائیں اور سینہ نور سے بھر جائے تو اس نور کی حرارت خناس کے لیے ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے اور وہ سینے سے نکل جاتا ہے۔ اس تعلیم کے مطابق بعض لوگوں کے باطن میں ایک نہیں بلکہ کئی خناس موجود ہو سکتے ہیں، جو ہر وقت مختلف وسوسوں اور خیالات کا سبب بنتے ہیں۔

اس کی مثال ایسے گھر سے دی گئی ہے جو خالی ہو تو کوئی بھی اُس پر قبضہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر سینہ نور سے خالی ہو تو خناس کے لیے وہاں جگہ بنانا آسان ہو جاتا ہے۔

اس لیے اپنے باطن کی حفاظت کے لیے سینے کو نور سے منور کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۔ ذکرِ قلب نہ چلنے کی صورت میں گناہوں سے کیسے بچا جائے؟

گناہوں کے دو پہلو بیان کیے گئے ہیں: ظاہری گناہ اور باطنی گناہ۔

ظاہری گناہوں سے انسان اپنے ارادے سے بچنے کی کوشش کر سکتا ہے، لیکن تکبر، حسد، بغض اور عناد جیسے باطنی گناہ دل کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ تکبر نہ کرو یا حسد نہ کرو، ان بیماریوں کو فوراً ختم نہیں کرتا۔ ان کے لیے باطنی اصلاح اور روحانی تربیت ضروری ہے۔ اسی لیے ذکرِ قلب نہ چلنے کی صورت میں بھی مایوس ہونے کے بجائے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کی طرف توجہ دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

مولانا روم سے منسوب معروف شعر اسی مفہوم میں بیان کیا جاتا ہے:

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر زصد سالہ طاعتِ بے ریا

یعنی اولیائے کاملین کی صحبت کا ایک لمحہ سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔

کامل کی صحبت اور اس کی نظر رحمت سے انسان کے باطن پر اثر پڑتا ہے اور روحانی نور کے ذریعے باطنی گناہوں اور کمزوریوں سے نجات کا راستہ کھلتا ہے۔

نفس سے چھٹکارا آسان نہیں۔ ہر نبی نے نفس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی، اس لیے عام انسان کے لیے صرف اپنی ظاہری کوشش سے نفس کو مکمل طور پر قابو کرنا مشکل ہے۔ نفس کی اصلاح کے لیے صبر، مجاہدہ، اپنی خواہشات پر قابو اور برائیوں سے مسلسل پرہیز ضروری ہے۔

۔ذکرِ قلب کون کر سکتا ہے؟

سب سے پہلے ذکرِ اللہ کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اسلام میں اللہ کا ذکر بنیادی عبادت ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ

"تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔"

ذکر دو طرح کا ہوتا ہے: ایک وقتی اور دوسرا دائمی۔

نماز جیسے فرائض مخصوص اوقات میں ادا کیے جاتے ہیں، جبکہ اللہ کا ذکر انسان کو ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رکھنے والا عمل ہے۔

اسلام کا پہلا رکن بھی کلمہ ہے، جس میں اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ کا ذکر انسان کی روحانی زندگی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ذکر انسان کو پاکیزگی اور اللہ کی طرف رجوع کی طرف لے جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ذکر کرنے والے کو زندہ اور ذکر نہ کرنے والے کو مردہ قرار دیا گیا ہے۔

ذکر اور دل کی صفائی

ذکرِ اللہ کے ذریعے دل کی صفائی کا تصور بھی احادیث میں بیان ہوا ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ، وَصَقَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللّٰهِ

یعنی ہر چیز کو صاف کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور دلوں کی صفائی کا ذریعہ اللہ کا ذکر ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ لگا دیا جاتا ہے۔ اور جب انسان گناہوں کی کثرت سے انسان کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے.

ایسی صورت میں ذکر اللہ دھوبی کا کام کرتا ہے اور جیسے جیسے ذکر سے نور بنتا ہے انسان کے قلب سے گناہوں کی سیاہی دھل جاتی ہے اور وہ بالکل پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ ایسے دل کی اصلاح کے لیے اللہ کا ذکر ضروری قرار دیا جاتا ہے۔

۔ذکرِ قلب کا مقصد

ذکرِ قلب کا مقصد صرف یہ نہیں کہ انسان کو دل کی دھڑکنوں میں اللہ اللہ محسوس ہو یا وہ ذکر کی آواز سن سکے۔ ابتدائی مرحلے میں ذکر و فکر کا مقصد باطنی لطائف کو بیدار اور طاقتور کرنا ہے۔ جس طرح ابتدائی تعلیم میں حروفِ تہجی سیکھنا ضروری ہوتا ہے، لیکن اعلیٰ تعلیم کے مراحل میں انسان ہر وقت وہی ابتدائی سبق نہیں دہراتا، اسی طرح ذکر کا مقصد بھی انسان کے باطن کو بیدار اور مضبوط کرنا ہے۔ ذکر کو باطن کی صفائی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے؛ جیسے دھوبی کا کام کپڑے کو دھونا ہے، اسی طرح ذکر کا کام بھی باطن کو پاک اور صاف کرنا ہے۔

اس لیے ذکرِ قلب سے بھی زیادہ اہم اس کا نتیجہ ہے: باطنی بیداری، نور، اللہ تعالیٰ سے تعلق، مرشد کی نسبت اور کردار میں تبدیلی۔ ذکرِ قلب جاری ہونے کی کیفیت ہر شخص کے لیے یکساں نہیں ہوتی۔ ضروری نہیں کہ ذکر جاری ہونے پر ہر شخص کو دل کے اندر واضح آواز سنائی دے۔ بعض افراد کو ایک لطیف اندرونی احساس کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ قلب میں ذکر جاری ہے۔ اس لیے صرف آواز محسوس نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ لینا درست نہیں کہ ذکر جاری نہیں ہوا۔

۔ذکرِ قلب کا مقصد اور مرشد سے نسبت

ذکرِ قلب سے بھی زیادہ اہم سرکار گوہر شاہی کی نسبت اور اُن پر یقین ہے۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ سے تعلق، سرکار گوہر شاہی سے محبت اور اُن کی نسبت ہے۔ بعض لوگوں کو روحانی ترقی کے لیے ذکر و فکر کے ذریعے آگے بڑھایا جاتا ہے، جبکہ بعض خاص ہستیوں کے ذریعے نگاہِ فیض سے بھی روحانی منازل طے کرائی جاتی ہیں۔ اس لیے اگر کسی شخص کو ذکر کی کیفیت واضح طور پر محسوس نہ ہو، لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت یا دیدار کی کوئی روحانی کیفیت حاصل ہو جائے، تو اسے صرف اس بنیاد پر رد نہیں کرنا چاہیے۔

۔لطائف کے باطنی مقامات اور اُن کے کام

اللہ نے ہر انسان میں سات لطائف رکھے ہیں۔پانچ سینے میں ایک سر میں اور ایک لطیفہ(مردوں کی مقامِ ناف پر اور عورتوں کے سینے کے درمیان) رکھا ہے۔ سینے میں اُلٹے ہاتھ پر لطیفہ ٔقلب ہے اور سیدھے ہاتھ پر لطیفہ ٔروح ہے۔ لطیفہ ٔروح کے ساتھ خفی ہے، لطیفہ ٔقلب کے ساتھ سرّی ہے اور بیچ میں اخفیٰ ہے۔

اس طرح پانچ لطائف سینے میں ہیں۔ایک لطیفہ، لطیفہ ٔانا ہے، یہ انسان کے مقامِ سر میں ہوتا ہے۔لطیفہ ٔ انا کا مقام مقامِ احدیت ہے۔یہ وہاں کی مخلوق ہے جہاں اللہ تعالیٰ رہتا ہے۔ساتواں لطیفہ، لطیفہ ٔنفس ہے۔جس کا تعلق عالم ناسوت سے ہے۔یہ مردوں میں مقامِ ناف پر ہوتا ہے اور عورتوں میں سینے کے درمیان موجود ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا ساتھ لطائف کی مختصر تفصیل بیان کی گئی ہے۔

لطیفہ ٔنفس

یہ قومِ جنات سے ہے اور یہ شیطانی مخلوق ہے اور اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔ اس خوراک نار ہے جو کھانا کھانے سے سانس لینے

سے، گناہ کرنے سے، ہر برا کام کرنے سے پیدا ہوتی ہے جس سے لطیفہ نفس کی پرورش ہوتی ہے اور یہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ لطیفۂ نفس کی وجہ سے آپ کا دل دنیا میں لگا رہتا ہے۔ جب نفس پاک ہو جاتا ہے تو دنیا سے دل اُچاٹ ہو جاتا ہے۔

جب دنیا سے دل اُچاٹ ہو جاتا ہے تو حضور پاک ﷺ کی حدیث ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ واقعی قید خانہ ہے۔ دنیا قید خانہ اس لیے لگتی ہے کہ دل اُچاٹ ہو جاتا ہے نفس پاک ہونے کے بعد۔ نفس کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ دل کا رُخ دنیا کی طرف لگا کر رکھتا ہے، اور نور اگر آجائے تو نور دل کا رُخ اللہ کی طرف کر دیتا ہے۔ تو نفس کا کام آپ کے جسم میں یہ ہے کہ وہ آپ کو دنیا کی طرف گھسیٹے۔ جب یہ پاک ہو جاتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی

[الاَعلیٰ:۱۴]

کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا، کیونکہ یہ تمہیں دنیا میں گھسیٹ رہا ہے۔

لطیفۂ قلب

قلب جو ہے، وہ تصوف میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہ یوں سمجھ لیں کہ اگر انسان کا باطن ایک کمرہ ہے ایک کمرہ ہے تو لطیفۂ قلب اُس کا دروازہ ہے۔ قلب جو ہے، یعنی دوسرے لفظوں میں، روحانی قلب آپ کے باطن تک پہنچنے کا دروازہ ہے۔ تو سب سے پہلے آپ نے لطیفۂ قلب کو بیدار کرنا ہے، اُس کے بعد آگے شروع ہوگا۔ اس لیے پہلی نبوت بھی لطیفۂ قلب کی آئی، دین یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ جتنی بھی عبادات اور اُن کی قبولیت ہے، اُس کا تعلق قلب سے ہے۔ دعائیں ہیں، اللہ تک پہنچانے کی جو چیز ہے، وہ آپ کا قلب ہے۔

سرکار امام مہدی گوھر شاہی نے فرمایا ہے کہ دل جو ہے، ایک ٹیلی فون کی مانند ہے۔ آپ کا دل اگر بیدار ہو گا تو آپ کی عبادت، آپ کی تلاوت، آپ کی نعتیں اوپر پہنچائے گا، دل۔

اور اللہ کی طرف سے اگر کوئی پیغام اللہ نے بھیجنا ہو تو اللہ دل کے اوپر پیغام بھیجے گا۔ مومن ہو تو القا کہلائے گا، ولی ہو تو الہام کہلائے گا، نبی ہو تو وحی کہلائے گی۔ دل کا کام ایک ٹیلی فون آپریٹر کی طرح ہے۔ یہ انسان اور اللہ کے درمیان رابطے کو قائم کرتا ہے۔

لطیفۂ روح

لطیفۂ روح جو ہے، یہ آپ کی حقیقت ہے۔

لطیفہ ٔخفی

پھر لطیفہ ٔخفی ہے، اِس کا تعلق عالمِ احدیت کے پردے سے ہے۔

لطیفہ ٔسِرّی

لطیفہ ٔسِرّی، یہ جو اللہ کے راز ہیں اُن کو جاننے میں مددگار ہوتا ہے۔

لطیفہ ٔاخفیٰ

لطیفہ ٔاخفیٰ جو ہے، اِس کا تعلق بھی اللہ کے تخت اور تاج سے ہے۔ لطیفہ ٔاخفی کا جو ظاہری طور پر بھی کام ہے، زبان کو بولنے کے لیے کام آتا ہے۔

اور باطن میں بھی کام ہے، بغیر زبان کے بھی لطیفہ ٔاخفیٰ بول سکتا ہے۔ اور جن کے اخفیٰ جاری ہیں، منور ہیں، وہ بنا زبان سے بولے اور کان سے سنے لطیفہ اخفی کے ذریعے بات کر لیتے ہیں ۔

لطیفہ ٔاَنا

اب لطیفہ ایک رہ گیا ہے سر کا، لطیفہ ٔاَنا۔ اُس کا کام صرف اور صرف اللہ کو دیکھنا ہے۔

اُس کو بیدار کرنا ہے۔ اُس کے اوپر تین پردے ہیں۔

پردہ ظلمانی، پردہ نورانی اور پردہ رحمانی

اُس میں سے ایک پردہ ظلمت کا ہے۔ ظلمت کا مطلب ہے کہ اندھیرا چھایا ہوا ہے، اُس کے اوپر نار چڑھی ہوئی ہے۔

جب وہ لطیفہ انا نور سے بیدار ہو جاتا ہے تو بس نور ہی نور ہوتا ہے چاروں طرف۔ اب یہ پردہ نورانی ہے۔ کچھ نظر نہیں آتا سوائے نور کے۔ جو یہاں تک پہنچ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں: اللہ نور ہے۔

لیکن کوئی مرشدِ کامل مل جائے اور اُن کو آگے بھی لے جائے تو پھر اِس لطیفہ ٔاَنا کے ذریعے اللہ کا دیدار بھی ہو جاتا ہے اور رب کا چہرہ اس انسان کے لطیفہ انا سے آنکھوں میں آ جاتا ہے اور پھر آنکھوں سے دل پر نقش ہو جاتا ہے

۔سوا لاکھ کا قلبی ذکر کیا ہے؟

سوا لاکھ کا ذکر اللہ تعالیٰ کی عطا اور اُس کی مرضی سے ہوتا ہے۔ سوا لاکھ ذکر سے مراد یہ ہے کہ انسان کا قلب ایک دن میں تقریباً ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ اس کیفیت کو صرف اپنی کوشش سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ سوا لاکھ ذکر کو عبادت کی ایک بلند حد کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جس کے بعد عشق کی کیفیت شروع ہونے کا ذکر ہے۔ اس لیے ہر شخص کا یہ خواہش کرنا کہ اُس کا ذکر فوراً سوا لاکھ تک پہنچ جائے، کافی نہیں؛ یہ کیفیت اُسی کو عطا ہوتی ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے۔

اگر کسی شخص کا قلب مستقل طور پر سوا لاکھ مرتبہ ذکر کرنے لگے تو اُس کے اندر ذکر کی بہت شدید کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جسم کے مختلف حصوں میں مسلسل ارتعاش اور ذکر کی کیفیت محسوس ہونے لگتی ہے، جس کی وجہ سے عام زندگی کے معمولات بھی مشکل ہو سکتے ہیں۔

سوا لاکھ ذکر کی کیفیت رکھنے والے شخص کو عاشقین میں شمار کیا جاتا ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نسبت بھی بیان کی گئی ہے۔ ایک صحت مند انسان کا دل تقریباً ایک گھنٹے میں تین سے ساڑھے تین ہزار مرتبہ دھڑک سکتا ہے۔ اس حساب سے ایک دن میں دل کی دھڑکنیں تقریباً ستر سے بہتر ہزار کے درمیان بنتی ہیں۔ سوا لاکھ ذکر کے لیے قلبی ذکر کی رفتار اس سے کہیں زیادہ ہونا ضروری ہے۔

اس کیفیت کو سمجھانے کے لیے دوڑنے کی مثال دی گئی ہے۔ جب انسان دوڑتا ہے تو اُس کی دل کی دھڑکن عارضی طور پر بہت تیز ہو جاتی ہے، لیکن دوڑنا بند کرنے کے بعد دھڑکن دوبارہ معمول پر آجاتی ہے۔ اگر یہی تیزی مسلسل برقرار رہے تو جسم پر اُس کے اثرات بھی غیر معمولی ہوں گے۔

۔ذاکرِ قلبی کے حالات اور روحانی ترقی

ذکرِ قلب جاری ہونے کے بعد انسان کی زندگی میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ جب قلب میں نور بڑھتا ہے تو نفس کی کیفیت بدلتی ہے، گناہوں سے نفرت بڑھتی ہے، باطن میں سکون پیدا ہوتا ہے اور انسان نیکی کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ لیکن یہ سفر صرف قلب تک محدود نہیں رہتا۔ قلب میں پیدا ہونے والا نور پورے سینے میں پھیلتا ہے، پھر باقی لطائف کو منور کرتا ہے۔ اس طرح باطن میں ایک تدریجی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

اسی لیے ذکرِ قلب کے بعد انسان کو اپنے کردار، عبادات، نماز، قرآن، درود، نیکی اور مخلوقِ خدا کی خدمت پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ اگر انسان ذکر کے ساتھ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے، نماز قائم کرے، قرآن پڑھے، درودِ پاک پڑھے، مرشد سے نسبت مضبوط کرے اور مخلوق کے ساتھ بھلائی کرے تو اس تعلیم کے مطابق نور کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔

۔کتابِ مقدس دینِ الٰہی کا تعارف

اس کتاب کے مصنف سرکار ریاض احمد گوہر شاہی ہیں۔ سرکار نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہر مذہب، ہر فرقے اور ہر آدمی کے لئے قابل غور اور قابل تحقیق ہے۔ اور منکرانِ روحانیت کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے۔

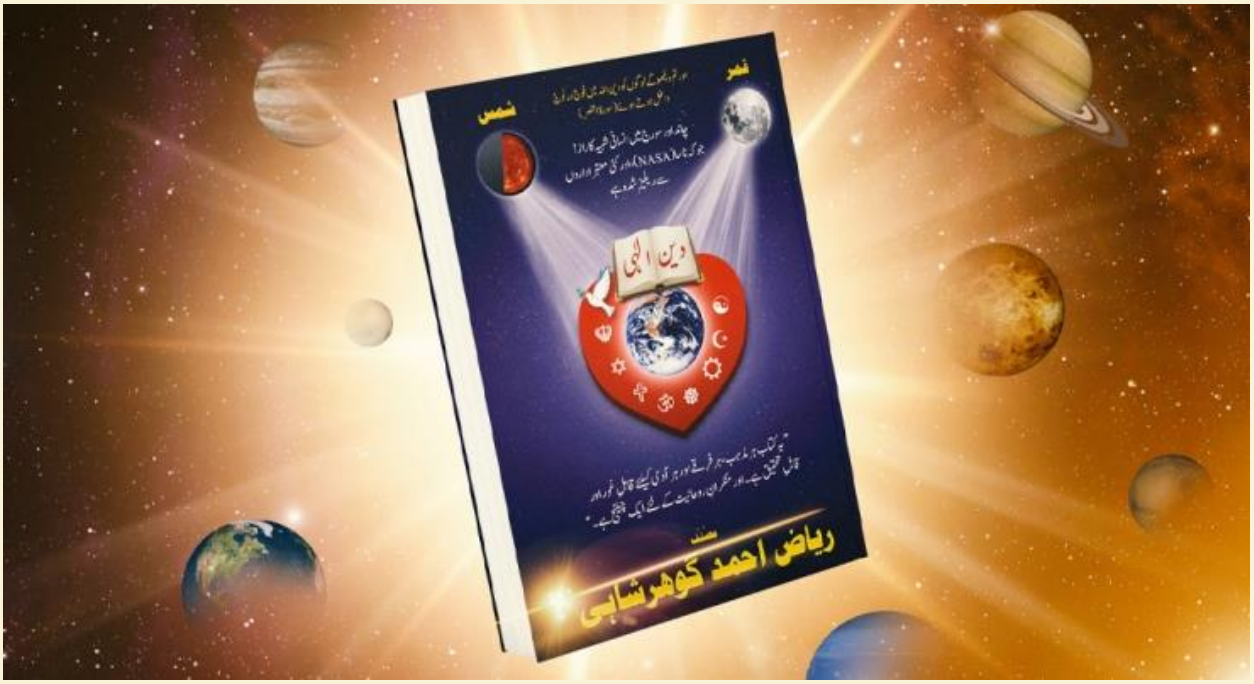

روحانیت کے سمندر کو سرکار گوھر شاہی نے اس کتاب میں قید کر دیا ہے۔ یومِ ازل سے ابد تک کے حقائق کو سرکار نے تحریر فرمایا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے سے انسان کے ذہن میں جو بنیادی سوالات ہوتے ہیں اپنے دین دھرم سے متعلق، دنیا کے نظام سے متعلق، لوگوں سے متعلق، یومِ ازل اور یومِ آخرت سے متعلق، سب سے بڑھ کر انسان کی اپنی پہچان سے متعلق سب کے جواب انسان کو مل جاتے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کی پہچان کے لیے منجانب اللہ نشانیوں کی تفصیل بھی اس کتاب میں موجود ہے۔ تمام نبیوں ولیوں کی حقیقی تعلیمات اور ان سے کس طرح لوگ فیضیاب ہوئے اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔ یہ کتاب انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ ایک زندہ کلام ہے یعنی اس کتاب کی تلاوت کرنے سے نور بنتا ہے۔ اور یہ کتاب قاری کے لیے مرشد کی طرح کام کرتی ہے۔ حق کو جاننے کے لیے ہمیں اس کتاب کا مطالعہ روزانہ کی بنیاد پر کرنا چاہیے۔

اس کتاب کو حاصل کرنے کے لیے الرا ٹی وی یوٹیوب چینل پر دیئے گئے نمبر پر رابطہ کریں۔

MFI THE AWAKENING NETWORK

MFI THE AWAKENING NETWORK C.I.C

نور سے ہدایت:

خدائی محبت تمام مذاہب سے بالاتر ہے اور یہی تمام مذاہب کی اصل روح ہے۔ ہمارا مقصد اس راہ کو روشن کرنا اور الہامی کلام کے ذریعے لوگوں کو خدا کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔

رابطہ کرنے کا طریقہ:

ہمیں درج ذیل سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر ضرور فالو کریں:

یوٹیوب • فیس بک • انسٹاگرام • ٹک ٹاک • واٹس ایپ • ٹیلی گرام • X

www.mfiawakening.org

الرا ٹی وی آفیشل لائن

+44 7472 540 642

SCAN TO VISIT OUR WEBSITE

امجد گوہر

نمائندہ-MFI

+44 7401 855568

رابطہ ای میل

info@mfiawakening.org